برصغیر پاک و ہند میں تصوف کا آغاز و ارتقاء

Evolution and Development of Mysticism in Indo-Pak Subcontinent

ڈاکٹر شاہد اقبال کامران*

محمد مظہر سعید**

Abstract

Mysticism most often is described as Union or communication with God or the ultimate destination through certain ways and means. In the realms of history, it existed in all religion like Islam, Hinduism, Christianity and Buddhism. Mysticism is such a variable that despite its vitality, it could not be defined uniformly by the sages and historians. Mysticism existed in India in the form of Jogis, Sadhus of Hinduism and monks of Buddhism. It was a non-violent way to preach the message of peace and humanity. With the advent of Islam in India, Mysticism paved the way for propagation of Islamic teachings and ideals. It became popular in the masses because it generally did not challenged the prevailing norms and traditions but reconciled with it.

In the sub-continent the mystics travelled with the conquerors mainly from Central Asia and different school of thoughts were established like Chistia, Qadria, Naqshbandia and Suhrwardiya. The prevalent school of thought in time of Mujjadad Alf Sani was Wahdatul Wajud meaning the unity of all beings but Mujjadad introduced the thought of Wahadat ul Shahud or the differentiation between creation and Creator. Despite imprisonment Mujjadad stood

---

* پروفیسر، شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

** پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔ اینڈ ڈپٹی ڈائریکٹر نیشنل آرکائیوز، اسلام آباد۔

firm to his view and his opposition to Din-i-Ilahi (self presumed religion of Emperor Akbar). Due to the contribution of these great mystics, the mysticism still beautify Islam and is considered as essence of many religions. Allama Iqbal applauded the contribution of these mystics especially in terms of self-enlightenment however he criticized it for its approach like mysticism more oftenly become non-communicable.

تلخیص

تصوف اصطلاحی طور پر مختلف ذرائع اور طریقوں سے خدا کے ساتھ نسبت اور تعلق جوڑنے کو کہتے ہیں۔ تصوف کو دنیا کے بیشتر مذاہب جیسے اسلام، ہندوازم، عیسائیت اور بدھ ازم میں اہم مقام حاصل ہے۔ تصوف کی تغیر پذیری کی وجہ سے مورخ اور درویش اس کو ایک متفقہ تعریف نہ دے سکے۔ برصغیر پاک و ہند میں تصوف سادھوؤں، جوگیوں، زاہدوں اور صوفیوں کی شکل میں موجود رہا۔ تصوف نے یہاں پر انسانیت اور امن کا پیغام عدم تشدد کی شکل میں دیا۔ ہندوستان میں اسلام کے احیاء کے ساتھ تصوف نے اسلامی تعلیمات و تصورات کو پھیلانے کا راستہ متعین کیا۔ یہ عوام میں بہت زیادہ ہر دلعزیز ہوا کیونکہ اس نے عوامی رسم و رواج یا روایات کے مقابلے کے برعکس ان سے مفاہمت کر لی۔

برصغیر میں صوفیائے کرام نے سب سے زیادہ وسطی ایشیاء کے فاتحین کے ساتھ سفر کیا اور اس طرح مختلف مکاتب فکر کے سلسلے جیسے کہ سلسلہ چشتیہ، سلسلہ قادریہ، سلسلہ نقشبندیہ اور سلسلہ سہروردیہ قائم ہوئے۔ مجدد الف ثانیؒ کے دور میں تصوف کا مکتبہ فکر وحدت الوجود تھا جس کا مطلب تھا تمام نوع کی وحدت لیکن مجدد الف ثانیؒ نے نظریہ وحدت الشہود یعنی خالق اور مخلوق کے درمیان فرق کو متعارف کرایا۔ اسیر ہونے کے باوجود مجدد الف ثانیؒ اپنے نظریے پر قائم رہے۔ او ر دین الٰہی (شاہنشاہ اکبر کے بنائے ہوئے دین) کے خلاف ثابت قدم رہے۔ ان عظیم صوفیاء کے کارہائے نمایاں کی بدولت صوفی ازم نے اسلام کو رونق بخشی اور اسی طرح صوفی ازم کو دوسرے مذاہب کی روح بھی قرار دیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے عظیم صوفیائے کرام کے کارہائے نمایاں کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے تاہم انھوں نے صوفی ازم کی

ناقابل ربط طریقہ ہائے کار کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

تصوف

تصوف کی بے شمار تعریفیں ملتی ہیں لیکن اس کی تعریف پر سب کا اتفاق نہیں ہے۔ ہر مسلک میں تعریف کا الگ معیار ہے۔ ہر کسی نے اپنے تجربات اور ذوق کی بنیاد پر اس کی تعریف کی ہے پھردوسری بات ہے کہ یہ بھی مستقل بنیادوں پر قائم نہیں رہا اس کی ہیت میں بھی تبدیلی ہوتی رہی ہے۔ صحابہ کرامؓ کے ادوار تک زہدوتقوی اس کی بنیادی شرط تھی لیکن بعد میں تبدیلیاں سر زد ہوئیں جس کی وجہ سے اس کا معیار بھی بدل گیا اور اس کی وسعت میں بھی اضافہ ہوگیا۔ جتنا کسی نے اس کی گہرائی میں جانے کی کوشش کی اتنا ہی علم بڑھتا گیا۔

تصوف کی چند تعریفیں اور مفہوم مندرجہ ذیل ہے

مولوی سید احمد دہلوی: فرہنگ آصفیہ (جلد۔ اول) میں تصوف کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

"اسم مذکر، خواہش نفسانی سے پاک ہونا۔ وہ علم ہے جس کے وسیلے سے صفائی قلب حاصل ہو۔ تزکیہ نفس کا طریقہ، اشیاء عالم کو مظاہر صفات حق جاننا، قطع عن الغیر یعنی سوائے واجب الوجود سب اشیاء کو موہوم اور لا موجود سمجھ کر مشغولی کے لائق نہ جاننا۔ مذہب صوفیہ" ۱

حضرت جنید بغدادیؒ نے تصوف کے متعلق فرمایا:

"تصوف کی حقیقت دل کو پار کرنا ہے مخلوق کی طرف رجوع ہونے سے اور علیحدگی اختیار کرنا، طبیعت کی پیروی اور خواہش سے اور مار ڈالنا، صفات بشری کا اور دور رہنا، خواہشات نفسانی اور قائم ہونا، صفات روحانی پر اور بلند ہونا، علوم حقیقی پر اور عمل لانا اس چیز کو کہ قیامت تک فائدہ دینے والی ہے اور نصیحت کرنا تمام امت کو اور بجا لانا حقیقت کا اور پیروی کرنا حضرت رسول خداﷺ کے احکام شریعت کا" ۲

"ابو علی قزدینی تصوف کو "حسن خلاق" کہتے ہیں۔ ابو محمد الجریری نے کہا ہے تصوف کی معنی ہے نیک خصلتیں اختیار کرنا اور تمام برائیوں سے دل کو صاف اور پاک رکھنا۔ محمد بن القصاب کی رائے یہ ہے کہ تصوف حسن اخلاق کا نام ہے۔ کتانیؒ فرماتے ہیں۔ تصوف "خلق" کا نام ہے وہ کہتے ہیں کہ جو شخص تم سے حسن اخلاق میں زیادہ ہے وہ تم سے دل کی صفائی میں بھی زیادہ ہے" ۳

شیخ ہجویریؒ کے خیال میں "تصوف " صفا" سے مشتق ہے اور تصوف کا حاصل یعنی "

صوفی" وہ ہے جس نے پیہم مجاہدات اور ریاضات سے " صفائے قلب" حاصل کیا ہو اس لیے فی الحقیقت " صفائے قلب" ہی وہ چیز ہے جس کی بدولت انسان کو خدائے تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے اور اس کے جملہ اعمال کا انحصار اسی " صفائے قلب" پر مبنی ہے"۴

"بعض قدیم محققین کے خیال میں تصوف " صف" سے مشتق ہے اس لیے کہ تصوف کے حامل یعنی صوفیا کو بارگہ ایزدی میں قبولیت کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ خدا کے حضور میں صف اول میں ہوتے ہیں"۵

"رومی اپنے مطالب کو کار زار حیات کے وسیع میدان کے تجربوں سے اخذ کرتے ہوئے یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس میدان میں خیرو شد کی جو قوتیں منشائے الٰہی کے مطابق نبرد آزمائی کر رہی ہیں اُن کا صحیح ادراک صرف ایک صوفی ہی کو ہوسکتا ہے ان کے تصوف کی بنیاد "و حدت الوجود" کے عقیدہ پر ہے" ۶

"خدا کا سارا علم کائنات میں منتشر ہے اور بالخصوص آدمی اس کا حاصل ہے۔ دین الٰہی (DIVINE MIND) جو کونین (COSMOS) پر حکومت کرتا ہے اور مکمل انسان (PERFECT MAN) میں مکمل طور پر ظاہر و پیدا ہے۔ مکمل انسان پیغمبر ہو یا ولی وہ بہر حال وحدت بخدا (ONENESS WITH GOD) حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہ ایک مستند مظہرِ خدا کا تمثال (IMAGE) ہے اور تخلیق کی انتہائی وجہ ہے۔"۷

"حقیقت یہ ہے کہ رومی کا تصوف اس منتہائے مقصد کی طرف رہنمائی کرتا ہے جس کو پا لینے سے آدمی معراج کمال حاصل کرتا ہے۔ مثنوی اور دیگر صوفیانہ کلام یوں تو ایک دلچسپ اور محفوظ کن ادب کی حیثیت رکھتا ہے جس سے ایک عام آدمی بھی بہر نوع متمتع ہوسکتا ہے لیکن کبھی کبھی پڑھنے والا یہ تاثر بھی اخذ کرتاہے کہ اس کے اسرار و غوامض کچھ اس قسم کا روحانی لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں کہ وہ ایک عام عقل کیلئے معمہ بن گئے ہیں۔لیکن اس کے باوجود اس مرد خدا کی یہ تبلیغ نہایت واضح اور کامیاب انداز میں عوام کے سامنے بھی آتی ہے کہ اس زندگی کا عملی فلسفہ کچھ اس قسم کا بھی ہوتا ہے جس پر کاربند ہو کر انسان اس معراج کو پا لیتا ہے جس کی جھلک اس کو صفاتِ الٰہی میں نظر آتی ہے" ۸

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم" فکر اقبال" میں رقمطراز میں

"مسلمانوں میں صوفیہ میں سے کوئی اس کا قائل نہیں کہ وہ طرز فکر و تاثر اور طرز زندگی جسے تصوف کہتے ہیں اسلام میں کہیں خارج سے داخل ہوئی۔ بعض صوفیوں نے اپنے سلسلے کو حضرت علی کرم اللہ وجہ سے ملایا ہے اور بعض نے حضرت ابوبکر صدیق سے۔ اور بعض کہتے

ہیں کہ یہ چیز رسول کریمؐ کے اسوۂ حسنہ کا عکس اور اخلاق نبوی کو قلب میں سمونے کا نام ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول کریمؐ کی غار حرا کی خلوت، تصوف یا ولایت ہی کا دور تھا جو بنوت کا پیش خیمہ بن گیا"۹

"حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کو تصوف یا انگریزی زبان میں مٹیسزم کہتے ہیں۔ وہ دین کے ارتقا اور اس کی گہرائی میں ہر جگہ پیدا ہوئی ہے۔ ایک خاص انداز کے تصوف میں ہندو قوم سے زیادہ کسی نے غوطہ زنی نہیں کی اور ہندو دھرم و بدانت اور بدھ مت پر پہنچ کر اور ویدوں سے اپنشدوں کی طرف عروج کر کے فکروعمل میں تصوف ہی تصوف بن گیا"۱۰

"ہر قوم کے تصوف میں بعض میلافات مشترک طور پر پائے جاتے ہیں صوفی اس مادی زندگی کو اگر بالکل باطل اور بے اصل نہ بھی سمجھے اور اسے خدا ہی کی آفرینش اور اس کی مشیت کا مظہرقراردے تو بھی روحانی زندگی کے مقابلے میں اس کو ہیچ سمجھتا ہے۔ حتی الوسع دام علائق سے رہائی چاہتا ہے۔ جسمانی آرزوؤں کو اقل قلیل حد تک پورا کرتا ہے اور اسے بھی مقصود نہیں بلکہ روحانیت کا ایک ادنیٰ ضروری وسیلہ سمجھتا ہے"۱۱

تصوف اور صوفی کا آپس میں گہرا تعلق ہے

صوفی

"صوفی وہ ہے جس کے فکر میں کوئی چیز نہ آئے اور نہ ہی وہ کسی چیز کے فکر میں ہو کیونکہ تصوف نہ علوم کا نام ہے نہ رسوم کا، بلکہ اخلاق کا نام ہے اگر یہ رسم ہوتا تو مجاہدہ سے حاصل ہو جاتا اگر علم ہوتا تو تعلیم سے حاصل ہوتا" ۱۲

صوفی کیلئے شریعت کی پابندی لازمی ہے۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا "صوفی وہ ہے جس کے داہنے ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں سنت نبوی ہو"۱۳

ڈاکٹر شاہد اقبال کامران اپنی تصنیف " اقبال دوستی" میں رقمطراز ہیں

"ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ربط وتعلق پیدا کرنے کیلئے اختیار کیا گیا ایسا طرز فکروعمل جس کی انجام دہی میں مختلف قسم کےقلبی واردات اور انہی کی بنیاد پر بعض ودائے عقل مشاہدات میں سے گزرنا پڑتا ہے یا گزرے کی کوشش کی جائے یا ایسا کرنے کا دعویٰ تو یہ تصوف کہلائے گا۔ درحقیقت یہ سب کچھ ذات باری تعالیٰ کو اس کی جملہ صفات کے ساتھ سمجھنے کی ایسی کوشش ہے کہ جس میں انسان اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کی حقیقی تفہیم حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے اور بعض اوقات اپنی ذاتی روحانی واردات کی بنیاد پر ایسا بھی کرتا ہے اس باطنی تجربے اور روحانی مشاہدے کی توجیہ نہ تو ممکن ہوتی ہے اور نہ ہی صوفی کا مقصود" ۱۴

ڈاکٹر شاہد اقبال کامران مزید تحریر کرتے ہیں

" دراصل تصوف کی حدود و ثغور اور تصریحات کے ضمن میں مختلف مکاتبِ فکر کے مابین بنیادی فرق موجود رہا ہے اس کی مثالیں ابتدائے اسلام کے زہد آمیز تصوف وغیرہ سے دی جاسکتی ہیں تاہم اقبال جس تصوف پر تنقید کرتے ہیں وہ یونانی، یہودی، عیسائی، ایرانی اور ہندوستانی فلسفے کی آمیزش سے تیار ہوا ہے۔ تصوف کسی ایک روش کا نام نہیں اس کے متعدد رجحانات ہیں۔ اقبال خالص اسلامی تصوف کے حامی بلکہ داعی ہیں انھوں نے اس کا ایک مکمل نظام عمل (فلسفہ خودی و بے خودی) بھی مربوط صورت میں پیش کیا ہے اور اس کی موافقت کرتے رہے ہیں البتہ ان کی مخالفت کی حدود اس تصوف سے شروع ہوتی ہے جو غیر عملی فلسفیانہ موشگافیوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا"۱۵

ڈاکٹر مبارک علی "برصغیر میں مسلمان معاشرے کا المیہ" میں تحریر کرتے ہیں

"صوفیاء کے مقبول کی وجہ یہ تھی کہ علماء کا رویہ عوام کے ساتھ رعونت اور تشدد کا تھا وہ حکومت کا ایک حصہ ہوتے ہوئے صاحبِ اقتدار تھے اور ان کے تعلقات بھی امر اور اعلیٰ طبقوں سے تھے"۔۱۶

"علماء کے مقابلہ میں صوفیاں کے ہاں قوت برداشت تھی ہندوؤں اور مسلمانوں کو خدا کی مخلوق سمجھ کر ان سے ہمدردی کرتے تھے اور بادشاہوں کو بھی یہی مشورہ دیتے تھے کہ رعیت کے ساتھ بہتر سلوک کرو"۱۷

ڈاکٹر مبارک علی مزید لکھتے ہیں

" اکثر صوفیاء نے سمع، موسیقی اور رقص اختیار کیا جس نے زندگی میں ٹھہراو کی جگہ حرکت پیدا کی اور خشکی کی جگہ رنگینی آ گئی۔ سمع کے دوران موسیقی اور اشعار سامعین کو متاثر کرتے تھے اور ان میں وارفتگی کے جذبات پیدا کرتے تھے موسیقی اور رقص نے صوفیاء کی خانقاہوں کو مقبول بنانے میں مدد دی" ۱۸

تصوف کا تاریخی پسِ منظر

دور محمدﷺ میں تصوف

تصوف آنحضرتﷺ کے دور مبارک میں موجود تھا لیکن اس کے بھی تین ادوار ہیں۔ ایک تو قبل از نبوت ہے پھر آنحضرتﷺ کا مکی دور ہے اور اس کے بعد جب ہجرت کر کے

مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں مسلم حکومت کی بنیاد رکھی تو وہاں بھی تصوف اپنی اعلی صورت میں موجود تھا۔آنحضرتﷺ کی حیات طبیہ کی طرح تصوف بھی تین اودا پر مشتمل ہے

دور قبل از نبوت

رسول اکرمﷺ نبوت سے قبل بھی دنیا سے الگ تھلگ ہو کر غار حرا میں جا کر تنہائی میں سوچ و بچار کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اور کائنات کے متعلق غور و فکر کرتے تھے۔ چونکہ آپؐ نے مستقبل میں ایک اہم ذمہ داری اٹھانی تھی اس لیے یہ ضروری تھا کہ چونکہ تزکیہ نفس خاص ضرورت تھی لہذا وہ بشریت کے تقاضے بھی نبھائیں۔

نور احمد خاں فریدی " تذکرہ حضرت بہادالدین زکریا ملتانی" میں تحریر کرتے ہیں

" ایک دفعہ رسولﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ ایک درویش کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ خواہ تو دینا و مافیہا کو پسند کر، خواہ عاقبت کو درویش نے کہا جو کچھ میرے لیے آخرت میں تیار کیا گیا ہے میں اسے پسند کرتا ہوں جب حضورﷺ نے ارشاد گرامی ختم کیا تو امیر المومنین ابوبکرؓ نے رونا شروع کیا صحابہ نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا کہ جس درویش کا ذکر رسول خداﷺ نے فرمایا ہے وہ خود آنحضرتﷺ ہیں۔۱۹

دور نبوت

جب آنحضرتﷺ چالیس برس کے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ سے کہا کہ

اِقْرَا بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنْسَا نَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ.الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ.عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَم.

ترجمہ: اللہ کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا۔

آپؐ نے جب نبوت کا اعلان کیا تو کفارِ مکہ نے اس کا بہت برامنایا انھوں نے آپؐ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں لیکن آپؐ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔

دورِ مدینہ

جب آپﷺ پر کفارِ مکہ نے زندگی تنگ کر دی اور اسلام کی اشاعت میں رکاوٹیں ڈالنا شروع کر دیں۔ مسلمان اتنی تکلیفوں کے باوجود مکہ میں دن گزار رہے تھے کہ کفارِ مکہ نے انتہائی منصوبے بنانے شروع کر دیے کہ (نا عوذ باللہ) آنحضرتﷺ کا خاتمہ کر دیا جائے تو اس وجہ سے آپؐ نے پہلے مسلمانوں کو ہجرت حبشہ کا حکم دیا۔ اس کی کامیابی کے بعد آپؐ نے بذات خود بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں آپؐ نے اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔ کفارِ مکہ کو یہ بھی پسند نہیں تھا کہ مسلمان مدینہ میں پر سکون زندگی گزاریں لہذا انھوں نے وہاں بھی اپنے لشکر کے ساتھ کئی بار حملہ کیا۔ مسلمانوں نے آنحضرتﷺ کی قیادت میں غزوہ بدر، غزوہ اُحد، غزوہ خندق میں ان کو شکست سے دوچار کیا لیکن وہ باز نہ آئے اور مسلمانوں نے مدافعت میں کئی بار ان کو شکست دی حتیٰ کہ آنحضرتﷺ نے مکہ کو فتح کر کے مسلم حکومت کو وسیع کر دیا۔ یہی وہ مسلم حکومت تھی جس سے ٹکرا کر قیصرو کسریٰ کی حکومتیں ختم ہو گئیں۔

اس کے بعد کسی کو بھی یہ جرات نہ تھی کی مسلمانوں سے پنجہ آزمائی کرے۔ یہ دور روحانیت سے بھر پور تھا اسی میں تصوف اپنے عروج پر نظر آتا ہے۔ معراج کا واقعہ اس کی بھر پور عکاسی کرتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا قرب کیسے حاصل کر سکتا ہے۔

تصوف کے مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ توبہ؛ تصوف کا مقام اول توبہ ہے۔ قرآن پاک میں ہے

یَا یُّھَاالّذِ یْنَ اٰمَنُوْ تُوْ بُو اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَصُوْحَا

اے ایمان والو اللہ کی طرف توبہ کرو خالص توبہ

۲۔ ورع؛ یہ دوسرا مقام ہے حلال اور حرام کے درمیان کچھ ایسی چیزیں ہیں جن پر نہ حلال کا اطلاق ہوتا ہے نہ حرام کا، ان کو تسلیات کیلئے ہیں۔

۳۔ زہد زہد تیسرا مقام ہے اور کہا گیا ہے کہ دنیا سے کم سے کم دل لگاؤ اسی کا نام زہد ہے۔ اسلام ایک معتدل راستہ دیتا ہے یہ بالکل علیحدگی کا نہیں کہتا بلکہ میانہ روی اختیار کرنے کا کہا گیا ہے یہ نہیں کہ دنیا سے قطع تعلق ہو جاؤ بلکہ کم وابستگی پیدا کرنے کا کہا

گیا ہے۔ یعنی نہ دنیا سے مکمل وابستگی کا اور نہ علیحدگی کا بلکہ معتدل راستہ اختیار کرنے کا حکم ہے۔

۴۔ فقر یہ چوتھا مقام ہے یہ وہ اصلی مقام ہے جہاں انسان خدا کے سوا ہر چیز سے مستغنی ہو جاتا ہے۔

۵۔ صبر یہ پانچواں مقام ہے۔ آنحضرتﷺ کی زندگی اس کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔ کفارِ مکہ نے ان کو کتنی مصیبتیں اور ایذائیں دیں۔ آنحضرتﷺ کو محصور کیا آپؐ سے جنگیں لڑیں، آپؐ کو زخمی کیا، آپؐ کے چچا حضرت امیر حمزہؓ کو شہید کیا، لیکن فتح مکہ کے موقع پر تمام دشمنوں کو معاف کر دیا انھوں نے ہمیشہ صبر کیا۔ سفر طائف میں ان لوگوں نے آپؐ پر پتھر بھی پھینکے ،زخمی بھی کیالیکن پھر بھی درگزر کیا۔

۶۔ توکل یہ چھٹا مقام ہے اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے انسان کو توکل کے ساتھ جدوجہد بھی کرنی چاہیے اس کو صرف ظاہری عوامل پر ہی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھی بھروسہ رکھنا چاہیے۔ظاہری عوامل دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن اگر خدا تعالیٰ پر بھروسہ ہو تو کبھی ناکامی نہیں ہوتی۔

۷۔ رضا یہ آخری مقام ہے قرآن و حدیث میں اس کا ذکر بہت زیادہ ملتا ہے ہمیشہ اللہ کی رضا چاہنی چاہیے۔ اور اللہ کی رضا ہی ہر چیز پر مقدم ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کشف المحجوب میں تحریر کرتے ہیں۔

" رسول اللہﷺ نے فرمایا

مَنْ سَمِعَ صَوْتُ اَهْلِ التَّصوّفِ فَلّا يَوْءِ مِنْ عَلىٰ دُعَا تِهُمْ كتبِ عليه الله من الغافلين

ترجمہ: جس نے اہل تصوف کی آواز سنی اور اسے نہ مانا بار گاہ حق میں وہ غافلوں میں شمار ہوا۔"۲۰

وہ مزید تحریر کرتے ہیں

" صوفی متاع دنیا اور زینت عقبی کی کسی چیز کو قبضہ اختیار میں نہیں لیتا اور خود کو اپنے نفس کی ملکیت اور محکوم نہیں سمجھتا وہ دوسروں پر حکمرانی نہیں کرتا تا کہ کوئی دوسرا اسے محکوم نہ سمجھے۔"۲۱

صحابہ کرامؓ کا دورِ تصوف

صحابہ کرامؓ آپؐ کے جانثار دوست تھے انھوں نے آپﷺ سے براہ راست فیض حاصل کیا۔ آپ کی سرکردگی میں کفار سے جنگیں لڑیں۔ وہ حضورﷺ کے وفادار رہے اور اطاعت و فرمانبرداری میں زندگی بسر کی۔ اور آپؐ کی وفات کے بعد ان میں سے خلیفہ کا انتخاب کیا گیا۔اس طرح خلافت راشدہ کا آغاز ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے خلیفہ تھے۔ تصوف سے متعلق ایثار، ورع، زہد، فقر، حُبِ الٰہی، خوف ورجا۔ آپ کی ذات گرامی میں موجود تھے انھوں نے معرفت خدا وندی کے اسرار آپؐ سے سیکھے تھے اس لیے سب پر فوقیت رکھتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ

حضرت ابوبکر کے بعد دوسرے خلیفہ تھے آپ نے اسلام قبول کرنے کے بعد جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ان کی بدولت اسلام میں ان کا ایک بلند مقام ہے ان کے دور میں مسلمانوں نے قیصر وکسری کو شکست دی۔ حضرت عمرؓ کا دورِ حکومت مسلمانوں کی فتوحات کا دور تھا۔ ان کے دور میں اسلامی ریاست کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئیں۔ ان کی ذاتی زندگی سادہ تھی۔ حق گوئی اور بے باکی میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ جس بات کو حق سمجھتے پھر ڈٹ جاتے تھے آپ دنیا کو مصیبتوں کا گھر کہتے تھے۔حضرت عمر فاروقؓ کا دورِ خلافت، خلافت راشدہ کا زریں دور تصور کیا جاتا ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ

حضرت عمر فاروق کے بعد آپ خلیفہ سوم منتخب ہوئے ان کی زندگی زہد و تصوف سے بھر پور تھی۔ صبر و توکل ان کا شیوہ تھا۔ وہ اللہ پر بڑے توکل کرنے والے تھے بڑی سے بڑی تکلیف کے وقت بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ آپ تلاوت قرآن سے بے حد شغف رکھتے تھے ۔حافظ قرآن تھے ایثار کا جذبہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ آپ کی زندگی ایثار سے بھری ہوئی تھی دوسرے مسلمانوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے حتی کہ زمانہ خلافت میں بھی انھوں نے

وظیفہ نہیں لیا بلکہ لوگوں پر ہی خرچ کر دیا۔وہ سخی تھے ان کی زندگی ایسے واقعات سے بھری ہوئی تھی انھوں نے اپنے دورِ خلافت میں سلطنت کو وسعت دی اور کئی ایک علاقے مسلم سلطنت میں شامل کیے۔

حضرت علیؓ

مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ تھے آپ نے بچوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا آپ کی زندگی کے بہت سے پہلو ایسے تھے جن سے تصوف کے بنیادی حقائق کی مثالیں ملتی ہیں آپ آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی، داماد اور پھر دوست تھے ان میں جذبہ ایثار بہت تھا۔ انتہائی بہادر تھے آنحضرتؐ کے ہجرت کے وقت ان کے بستر پر استراحت فرمائی ۔خیبر کا قلعہ فتح کیا۔ آپ معرفت میں بلند مقام رکھتے تھے ۔فہم دین آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ انھوں نے بھی سادہ زندگی بسر کی۔ رضا کی یہ حالت تھی کہ جب نماز پڑھتے تو دنیا سے بے نیاز ہو جاتے تھے۔آنحضرتﷺ نے ان کو علم کا دروازہ قرار دیا ان کے دورِ خلافت میں جنگِ صفین اور جنگ جمل لڑی گئیں بحثیت مجموعی ان کا دورِ خلافت مثالی تھا۔

حضرت حسنؓ

حضرت حسنؓ، حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد خلیفہ متمکن ہوئے لیکن مختصر عرصہ کے بعد مسلمانوں میں مصالحت کے سلسلے میں دستبردار ہو گئے اور خلافت حضرت امیر معاویہ کے پاس چلی گئی اور اس کے بعد خلافت نے بادشاہت کا روپ دھار لیا۔

خلافت راشدہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین میں تاریخ تصوف اسلام کا عہد زریں ہے دور متاخرین میں بھی تصوف کی عملی صورت کو علمی صورت میں پیش کیا گیا۔

دور متاخرین میں تصوف

تبع تابعین کے بعد دور متاخرین شروع ہو جاتا ہے اس دور میں بھی ایسے اصحاب سامنے آئے ہیں۔ جنھوں نے تصوف کی عملی صورت کو علمی صورت میں پیش کیا اور اس کی تشریح و توضیح کی ان عظیم شخصیات میں شیخ ابوالحسن ہجویری، امام غزالی، شیخ محی الدین ابن عربی اور

مولانا جلال الدین رومی کے نام نمایاں طور پر پیش کیے جا سکتے ہیں۔

تصوف کا دور انحطاط

عروج کے بعد زوال ناگزیر ہے۔ کائنات کا اصول ہے کہ جیسے ہر شے پر عروج آتا ہے وہ ایک خاص مقام پر پہنچ جاتی ہے اس کے بعد اس کا وہاں رہنا یا مقام کو بر قرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور دور تنزل شروع ہو جاتا ہے۔

اسی طرح تصوف نے زہد و تقوی کے مراحل طے کیے اور مولانا جلال الدین رومی کے عہد تک ایک خاص مقام بنایا اس لحاظ سے یہی ساتویں صدی ہجری سے تیرھویں صدی عیسوی کا دور اس کا عہد زریں تھا۔ اس کے بعداس کا زوال شروع ہو گیا۔

زوال فوراً نہیں ہوتا بلکہ توڑ پھوڑ شروع ہو جاتی ہے اور شے زوال پذیر ہو جاتی ہے اور مکمل زوال کیلئے ایک وقت درکار ہوتا ہے۔ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ انحطاط کا آغازآٹھویں صدی ہجری، چودھویں صدی عیسوی کے شروع سے ہو چکا تھا۔اسلامی تصوف میں انحطاط مختلف ممالک میں مختلف حالات کے تحت ہوتا ہے۔ ہر ملک کے مخصوص حالات ہوتے ہیں اور اسی کے مطابق زوال ہوتا ہے اور اس پر دیگر حالات بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔

برصغیر میں تصوف کا عروج و زوال

آنخضرتﷺ کی ولادت سے قبل دنیا جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ہر جگہ بتوں کی پوجا کی جارہی تھی خدائے واحد کے ماننے والے انتہائی کم تھے ہر قسم کی برائی موجودتھی اور باعث فخرتھی اخلاقیات ناپیدتھی۔ ان حالات میں آنخضرتﷺ کی پیدائش ہوئی ان کی وجہ سے دنیا میں ایسا انقلاب برپا ہوا۔ جس نے ہر چیز بدل کر رکھ دیا۔ خدائے وحدانیت، پاکیزگی اور اخلاقیات کے نئے در کھلے۔ بتوں کی پوجا کرنے والے ایک خدا کے آگے سر سجود ہوئے۔ ایک دوسرے کا گلہ کاٹنے والے شیر وشکر ہو گئے۔آنخضرتؐ نے اخوت کادرس دے کر تمام مسلمانوں کو متحد کر کے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند کر دیا جس سے ٹکرا کر قیصر وکسریٰ کی حکومتیں ختم ہوگئیں۔

نجمہ حمید کھوکھر اپنی تصنیف " شخصیت اور فن عبدالحمید کھوکھر" میں رقمطراز ہیں

" آپ ؐ کی ذات اقدس وہ روشن ستارہ تھی جس میں تمام انبیاء کرام کے اخلاق و کردار کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے بلکہ یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ تمام انبیاء کرام کا اخلاق حسنہ ہی آپ ﷺ کی ذات میں ضم کر دیا گیا ہے کہ آپ ؐ کی جامعیت اور اکملیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپؐ کی ہستی مبارک اس لحاظ سے بلندیوں کو چھولیتی ہے جس طرح آپ کی زندگی کا ایک ایک پہلو ہم پر عیاں ہے۔ کسی بھی بانی مذہب کا واضح نہیں خواہ وہ پیغمبر ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت عیسی علیہ السلام کی زندگی جو کہ تینتیس (۳۳) برس پر مشتمل ہے ہمیں صرف تین برس کے حالات کا علم ہو سکا ہے ان میں سے زیادہ تر معجزات و خوارق ہی ملتے ہیں۔ اسلام کے علاوہ دنیا کے دیگر مذاہب پر بھی نظر ڈالی جائے مثلاً چین، جاپان، اور ہندوستان تو ہمیں ان کے بانی مذاہب کی اخلاقی زندگی کے پہلوؤں پر بھی تاریخ خاموش ملتی ہے یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ صرف مذہب اسلام کے بانی کی ہی زندگی مبارک ایسی ہے جس کا صرف ایک ایک پہلو دنیا میں محفوظ و مروج ہے اور سب پر عیاں ہے"۲۲

آنحضرت ﷺ کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں بھی اسی راہ کو اپنایا گیا کیونکہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ؐ سے براہ راست فیض حاصل کیا تھا۔ حضرت علیؓ کے بعد حضرت امام حسنؓ نے تقریباً چھ ماہ حکومت کی اور یہ مصالحت کے نتیجے میں حضرت امیر معاویہ کو منتقل ہو گئی۔ اموی دور بالخصوص ولید بن عبدالملک کے دور میں بے شمار فتوحات ہوئیں اور اسی کے دور میں اہم وجوہات کی بنا پر حجاج بن یوسف ثقفی نے اپنے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسم ۷۱۲ء کو سندھ پر حملے کیلئے بھیجا تھا جس نے سندھ کے راجہ داہر کو شکست دے کے مزید پیش قدمی جاری رکھی اور ملتان پر بھی قابض ہو گیا۔ محمد بن قاسم رحمدل اور رعایا پرور حکمران ثابت ہوا۔اس نے انتہائی رواداری اور اعلیٰ اخلاق کا ثبوت دیا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ سلمان بن عبدالملک نے حکومت سنبھالتے ہی اس کو واپس بلایا اور قید خانے میں مروا دیا۔ اموی دور حکومت کے بعد عباسی دور حکومت آیا جنھوں نے اموی حکمرانوں سے بدلہ لینے کی بنیاد پر قتل و غارت کی۔

اسی دوران اموی ایک شہزادہ عبدالرحمٰن جان بچانے کیلئے بھاگ نکلا اور دریا میں چھلاگ

لگا دی وہ سپین پہنچ گیا اور وہاں اس نے اپنے حامی تلاش کرکے کاری ضرب لگائی اور حکومت سنبھال لی اس طرح سپین پر مسلمانو ں نے کئی سو سال حکومت کی۔

محمد بن قاسم کی سندھ آمد کے ساتھ مسلمانو ں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اگرچہ ہندوؤں، بدھ متوں میں بھی کسی نہ کسی طرح تصوف کے اثرات موجود تھے لیکن مسلمانوں کا تصوف اپنی اخلاقی صفحات کی بدولت چھا گیا۔

صوفیا کرام کی تبلیغ کی وجہ سے ہزاروں ہندو مسلمان ہوئے۔ بالخصوص بدھ مت کے پیرو کاروں کو ہندو حکمران بہت اذیت دیتے تھے۔ یہ لوگ عربوں کا ساتھ دیتے تھے عوام عدل و انصاف سے اتنے متاثر تھے کہ جب محمد بن قاسم گیا اور اس کے بعد خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے انہیں قبول اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے بہت اچھا جواب دیا۔

محمد بن قاسم کے بعد سلطان محمود غزنوی (۹۹۷ء تا ۱۰۳۰ء) نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے لیکن وہ واپس لو ٹ گیا اور کوئی حکومتی انتظام نہ کیا۔ اس کے بعد شہاب الدین غوری نے ۱۱۹۲ء میں پرتھوی راج کو شکست دے کر اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی اس شکست نے ہندوؤں میں بددلی پھیل گئی اور مسلم حکومت دہلی اور اجمیر تک پہنچ گئی۔ اپنی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اس نے اپنے غلام قطب الدین کو نائب السطنت مقرر کیا۔ جو اس کی وفات 1206ء کے بعد حکمران بنا اور خاندان غلاماں کی حکومت کی ابتداہوئی۔اس کے بعد خلجی خاندان (۱۲۹۰ء تا ۱۳۲۰ء)، خاندان تغلق (۱۳۲۰ء تا ۱۴۱۲ء) خاندان سادات (۱۴۱۴ء تا ۱۴۵۱ء)، خاندان لودھی (۱۴۵۱ء تا ۱۵۲۶ء)، مغلیہ حکومت (۱۵۲۶ء تا ۱۸۵۷ء) قائم ہوئی اسی دوران خاندان سور بھی تخت دہلی پر (۱۵۴۰ء تا ۱۵۵۵ء) پر براجمان رہا

۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے جنگ ِ آزادی کی تحریک جس کو غدر کا نام دیا جاتا ہے کو کامیابی سے کچل کر مسلمانوں کی حکومت کو خاتمہ کر دیا۔ انھوں نے آخری مغلیہ حکمران بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کر کے برما بھیج دیا جہاں اس نے زندگی کے آخری ایام گزارنے اور برصغیر پر باضابطہ انگریزوں قبضہ ہو گیا۔

ڈاکٹر مبارک علی " برصغیر میں مسلمان معاشرے کا المیہ " میں تحریر کرتے ہیں

" سیاسی زوال کے ساتھ ہی راسخ العقیدگی بھی کمزور ہو گئی یہاں تک کے شاہ ولی اللہ کے زمانہ میں علماء ایک ہاری ہوئی جنگ لڑ رہے تھے مذہب کے نام پر بار بار جوش دلانے پر بھی مسلمانوں میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی تھی۔" ۲۳

ڈاکٹر مبارک علی " برصغیر میں مسلمان معاشرے کا المیہ " میں مزید لکھتے ہیں

"ہندوستان کے علماء نے خود کو یہاں کے معاشرہ اس کے مسائل اور اس کی ضروریات سے بے خبر رکھا۔ اور دوسروں قوموں سے علیحدہ انھوں نے ہندوستان کے مسلمانو ں کو ایک علیحدہ خول میں مقید کر دیا جو وقت کے ساتھ ساتھ دن بدن سکڑتا چلا گیا اور بالاخر تنگ نظری تعصب اور فرقہ پرستی نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کرکے روبہ زوال کر دیا۔" ۲۴

برصغیر میں اسلام کی اشاعت کیلئے صوفیائے کرام کا کردار

صوفیائے کرام کے سلسلے

برصغیر میں اسلام کی اشاعت کیلئے صوفیائے کرام نے انتہائی اہم کردار ادا کیا ان کے بلند اخلاق اور تصوف کے روح پرور احساس نے لوگوں کو اپنی زندگی کا رُخ تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا۔ برصغیر کے صوفیائے کرام مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے انھوں نے اپنی خدمات کو جاری رکھنے کیلئے اس وقت کے مشہور سلسلوں جن میں سلسلہ چشتیہ، سلسلہ سہروردیہ، قادری سلسلہ، سلسلہ نقشبندیہ شامل ہیں کا سہارا لیا۔

ڈاکٹر مبارک علی " برصغیر میں مسلمان معاشرے کا المیہ " میں رقمطراز ہیں

" صوفیاء کے تمام بڑے بڑے سلسلہ چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ، نقشبندیہ اور فردوسیہ کا تعلق ہندوستان سے نہیں بلکہ ایران و عراق اور وسط ایشیاء سے تھا بعد میں ان کے پیروکار ان سلسلوں کو ہندوستان میں لائے اور انہیں یہاں رائج کیا ان میں سے تین سلسلے چشتیہ، سہروردیہ اور قادریہ ہندوستان میں کافی مقبول ہوئے۔ " ۲۵

ڈاکٹر مبارک علی " برصغیر میں مسلمان معاشرے کا المیہ " میں مزید لکھتے ہیں

" ہندوستان کے ماحول میں جہاں ہندو اور مسلمان دونوں اکٹھے رہتے تھے وہاں نچلے طبقے میں صوفیا کے سلسلے مقبول ہوئے کیونکہ انھوں نے آپس میں میل جول اور اشتراک کی حمایت کرتے ہوئے انہیں مذہبی جواز دیا۔ اس ردِ عمل کےء طور پرعہد مغلیہ میں نقشبندی سلسلہ شروع ہوا اس نے "صلح کل "،" وحدت الوجود" اور شریعت کے معاملات میں لچک کی

مخالفت کرتے ہوئے صوفیا ء نے ان سلسلوں کی مخالفت کی اور وحدت الشہو د کے نظریہ کے تحت مسلمانوں کی علیحدگی پر زور دیا اس سلسلہ کو احمد سرہندی اور ان کے پیروکاروں نے ہندوستان میں مستحکم کیا۔" ۲۶

صوفیائے کرام نے تصوف کو بنیاد بنا کر لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا اور برصغیر پاک و ہند میں مذہبی، سیاسی و معاشرتی انقلاب برپا کر دیا لیکن مسلم حکومتوں کے نشیب و فراز میں تصوف وہ قوت تھی جس نے ان کو متحد رکھنے میں نمایاں کردا ادا کیا۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلامی تصوف کی ابتدا پانچویں صدی ہجری گیارہویں صدی عیسوی میں ہوئی۔ شیخ علی ہجویری نے لاہور میں سکونت اختیار کر کے اس کی ترویج اشاعت میں زندگی صرف کر دی لیکن اس کو اصل عروج خواجہ معین الدین چشتی کے عہد میں ہوا انھوں نے چشتیہ سلسلہ کو فروغ دیا اور ہزاروں لوگوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کیا جبکہ باقی سلسلے قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ نے بھی فیض عام کا سلسلہ جاری کیا۔

رضیہ شبانہ اپنی مشہور تصنیف " شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی سہروردی" میں تحریر کرتی ہیں

" تصوف کے سلسلوں میں سب سے زیادہ شہرت چشتیہ اور سہروردیہ سلسلوں کو حاصل ہے مسلمانو ں کی روحانی تربیت میں بھی ان سلسلوں کے بزرگوں نے کافی حصہ لیا۔ "۲۷

حاجی نجم الدین سلیمانی " مناقب المحبوبین" میں لکھتے ہیں

" حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کا فرمان ہے کہ ہمارے خاندان چشتیہ میں سلوک کے پندرہ مرتبے ہیں ان میں سے پانچویں مرتبہ پر کشف و کرامت ہے اگر پانچویں مرتبہ پر پہنچ کر کوئی کشف و کرامت کا اظہار کردے تو دیگروں مرتبوں پر نہیں پہنچتا مردِ کامل وہ ہے کہ جب پندرھویں پر بھی پہنچے تو کشف و کرامت کا اظہار نہ کرے۔" ۲۸

"برصغیر میں اسلامی تصوف کی ترویج و اشاعت انہی طریقوں سے ہوئی لیکن استداد زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ اپنے اصلی مرکز، یعنی اسلام سے ہٹتے گئے اور جس تصوف کا ماخذ اور منبع خود اسلام کا صاف و شفاف چشمہ اور آنحضرتﷺ اور صحابہ کرامؓ کی سیرت پاکؐ تھی۔ اس سے ان طریقوں کے پیروؤں دانستہ طور پر راہ فرار اختیار کی۔ انھوں نے تصوف کو تصفیہ قلب کی بجائے ذریعہ معاش بنایا اور پیر ی مریدی کا بازار گرم کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ضعیف

الاعتقاد عوام نے پیشہ ور پیروں کا شکار ہو کر اپنا متاع دین ہی کھو دیا اور ان حالات سے متاثر ہو کر بعض لوگ خود تصوف ہی سے بد دل اور متنفر ہو گئے"۲۹

تصوف کے احیا کی کوشش

اس دور انحطاط میں ایسی بزرگ شخصیات موجود تھیں۔جنہوں نے تجدیدی صلاحیتوں کے بل بوتے پر برصغیر پاک و ہند میں اسلامی تصوف کے احیا کی کوشش کی۔ ان میں نمایاں شیخ احمد سر ہندی مجدد الف ثانیؒ تھے انھوں نے شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے نظریہ وحدت الوجود کا تنقیدی تجزیہ کرتے ہوئے اسے غلط ثابت کیا۔ اگر چہ اس میں شک نہیں ہے کہ پہلے وہ بذات خود بھی نظریہ وحدت الوجود کے معتقد تھے لیکن بعد میں انھوں نے محسوس کیا کہ یہ ایک ادنیٰ مقام ہے اور انھوں نے اپنے مشاہدہ سے بالا تر مقام کی تلاش شروع کر دی۔

برصغیر کے مسلمانوں کے قلب و دماغ پر بھی اس کا بہت اثر تھا اور وہاں کے صوفیاء کرام نے اپنے اقوال و اعمال سے اس کی ترویج و اشاعت کی تھی۔ ممالک اسلامیہ اور بالخصوص برصغیر پاکستان و ہند کے مسلمانوں پر خدا کا بڑا احسان تھا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی صورت میں ایک ایسی ہستی موجود تھی جو کہ تصوف اسلامی کی تجدید و اصلاح کرنے میں پیش پیش تھی انھوں نے اسلامی تصوف میں جو غیر اسلامی عناصر داخل ہو رہے تھے ان کا قلع قمع کیا۔ اس وقت سماع کا رواج عروج پر تھا صوفیاء کرام اس کے رسیا تھے لیکن حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس سے منع کیا۔

محمد اشفاق حسین شاہ" سلاطین دہلی اور مغل حکمرانو ں کا نظم ونسق" میں تحریر کرتے ہیں

''حضرت مجدد الف ثانی کو سب سے پہلے اس بات کی فکر تھی کہ ہندوستان میں جو اسلام پھیلا ہے اس میں نبی اکرم ﷺ کی عزت و احترام کو از سر نو قائم کیا جائے جس کو مہدی جونپوری کی تحریک مہدوی الفی نے کمزور کر دیا ہے۔" ۳۰

سید قاسم محمود حضرت مجدد الف ثانی کی خدمات کی عکاسی کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں

''غیر منقسم ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں حضرت مجدد کا نامِ نامی سر فہرست ہے آپ کے اس خطہ ارضی میں جو اہم اسلامی خدمات انجام دی ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل

ہیں۔ آپ سر زمین میں پہلے شیخ طریقت تھے جن کو نہ صرف غیر مسلموں کے جارحانہ مذہبی حملوں کا مقابلہ کرنا پڑا اور آپ نے پوری قوت اور کامیابی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا بلکہ خود مسلمانوں کے اندر بعض نئے فرقوں کے پیداکردہ مفاسد کا طلسم بھی آپ نے توڑا اور دین خالص کی اشاعت کی آپ برعظیم پاک و بھارت میں ان علماء مفکرین اسلام اولین نماہندہ تھے جنھوں نے فکر و عقیدہ قسم کی ہر چیز کو پہلے اسلام کی کسوٹی پر پرکھا اگر وہ شرعی معیار پر پوری اتری تو اسے لیا ورنہ رد کر دیا۔"۳۱

شاہ ولی اللہ نے ہندوستان کے مسلمانوں میں اسلام کی تڑپ اور جزبہ پیدا کرنے کیلئے بہت کام کیا وہ سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک ہوئے تھے لیکن انھوں نے اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ رحمیہ سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ انھوں نے سیاسی خدمات بھی انجام دیں اور آخری عمر تک مسلمانوں کی اصلاح کا سلسلہ جاری رکھا۔

"۱۷۳۷ء میں آپ نے قرآن پاک کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا اور اس پر ایک سیر حاصل مقدمہ لکھا اس سے علمائے وقت بہت برہم ہوئے اور آپ کے قتل کے درپے ہو گئے پھر عربی میں ایک تفسیر " الفوز الکبیر" لکھی اس کے علاوہ فقہ اجتہاد اور تصوف پر متعدد کتابیں لکھیں آپ کی سب سے زیادہ مشہور تفنیف " حجۃ اللہ البالغہ " ہے۔۳۲

برصغیر پاک و ہند میں تصوف کے آغازو ارتقاء اور ترویج و ترقی میں مسلم حکومتوں کا کردار ہے مگر علمائے کرام اور صوفیا کرام کا کردار انتہائی اہم اور کہیں زیادہ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ دہلوی سید احمد مولوی۔ فرہنگ آصفیہ جلد۔ اول، لاہور مرکزی اردو بورڈ، جون ۱۹۷۷ء ۶۱۰

۲۔ میمن عبدالمجید سندھی، ڈاکٹر پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں لاہور سنگ میل پبلیکشر ۲۰۰۰ ۶۹

۳۔ ایضاً، ۷

۴۔ ابو سعید نور الدین، ڈاکٹر، اسلامی تصوف اور اقبال۔ لاہور اقبال اکادمی اشاعت دوم مئی ۱۹۷۷ء، ۵

۵۔ ایضاً، ۶

۶۔ چغتائی، محمد اکرم، مرتبہ مولانا جلال الدین رومی۔ حیات و افکار۔ لاہور؛ سنگ میل پبلیکشنز ۲۰۰۴،۵۷۴

۷۔ ایضاً،۵۷۶

۸۔ ایضاً،۵۷۷۔۵۷۸۔

۹۔ خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر، فکر اقبال۔ لاہور بزم اقبال طبع ششم جون ۱۹۸۸۔۴۱۱۔۴۱۲۔

۱۰۔ ایضاً،۴۱۲

۱۱۔ ایضاً،۴۱۳

۱۲۔ ابو سعید نور الدین، ڈاکٹر، اسلامی تصوف اور اقبال۔ لاہور اقبال اکادمی اشاعت دوم مئی ۱۹۷۷ء، ۱۴

۱۳۔ میمن عبدالمجید سندھی، ڈاکٹر پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں لاہور سنگ میل پبلیکشز ۲۰۰۰، ۲۹

۱۴۔ شاہد اقبال کامران، ڈاکٹر، اقبال دوستی، اسلام آباد پورب اکادمی، طبع اول ۲۰۰۹، ۵۴

۱۵۔ ایضاً،۵۴۔۵۵

۱۶۔ مبارک علی، ڈاکٹر، برصغیر میں مسلمان معاشرے کا المیہ، لاہور، تاریخ پبلیکشنز،، ۲۰۱۲ء، ۸۲

۱۷۔ ایضاً،۸۲

۱۸۔ ایضاً،۸۲

۱۹۔ نور احمد خاں فریدی، تذکرہ حضرت بہادالدین ذکریا ملتانی، علما اکیڈیمی شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور، ۱۹۸۰ء،۸۱

۲۰۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، کشف المحجوب، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور، نومبر ۱۹۸۴ء،۹۲

۲۱۔ ایضاً،۱۰۰

۲۲۔ نجمہ حمید کھوکھر۔ شخصیت اور فن عبدالحمید کھوکھر، راولپنڈی منی گرافکس اشاعت ۲۰۰۷ء، ۱۵۰۔۱۵۱

۲۳۔ مبارک علی، ڈاکٹر، برصغیر میں مسلمان معاشرے کا المیہ،، لاہور،تاریخ پبلیکشنز، ۲۰۱۲ء،۷۸

۲۴۔ ایضاً،۷۸

۲۵ ایضاً،۸۱

۲۶۔ ایضاً،۸۱

۲۷۔ رضیہ شبانہ، شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی سہروردی، ملتان، اسلامک ریسرچ سنٹر بہاوالدین زکریا یونیورسٹی، سن ندارد ۱۰

۲۸۔ نجم الدین سلیمانی، حاجی، مناقب المحبوبین، لاہور، اسلامک بک فاونڈیشن سمن آباد، ۱۹۷۹ء، ۱۶۴

۲۹۔ ابو سعید نور الدین، ڈاکٹر، اسلامی تصوف اور اقبال۔ لاہور اقبال اکادمی اشاعت دوم مئی ۱۹۷۷ء، ۱۴۵

۳۰۔ محمد اشفاق حسین شاہ، سلاطین دہلی اور مغل حکمرانوں کا نظم ونسق، لاہور،فاروق سنز 16 الکریم مارکیٹ اردو بازار، ۲۰۱۷ء۔۱۲۔۵۴۲

۳۱۔ سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔جلددوم، آٹھواں ایڈیشن، لاہور، الفیصل ناشرانی و تاجران کتب اردو بازار،، سن ندارد۔۱۴۲۱

۳۲۔ اردو انسائیکلوپیڈیا نیا ایڈیشن، لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۶۸ء، ۸۸۵